قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

ایک غیر اسلامی ایرانی انقلاب کی بے جا وکالت
باچا خان اور ملّا
گنج بخش اور شہباز قلندر کے مزارات

ایک غیر اسلامی ایرانی انقلاب کی بے جا وکالت

۱۱ر فروری ۱۹۸۶ء کے نوائے وقت میں ممبر قومی اسمبلی سید اسعد گیلانی صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے جو انہوں نے اسلام آباد ہوٹل میں منعقدہ " انقلاب اسلامی ایران" کی ساتویں سالگرہ کی خصوصی تقریب میں بحیثیت مہمان خصوصی کے دیا ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے :۔کہ" ایران کا انقلاب بلاشبہ ایک اسلامی انقلاب ہے ۔ اسے کسی خاص فرقہ تک محدود کرنا کم علمی ہے اگر اسے کسی خاص فرقہ کا انقلاب گردانا گیا تو پھر شاید قیامت تک اسلامی انقلاب نہ آ سکے ۔کیونکہ مسلمانوں میں بہتر فرقے ہیں اور انقلاب لانے والا آخر کسی نہ کسی فرقہ کا پیرو کار ضرور ہو گا ۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر شافعی ۔مالکی حنبلی اور حنفی وغیرہ مسلمان ہیں تو شیعہ ان سے بڑھ کر مسلمان ہیں ۔کیونکہ اہلِ تشیع امام جعفر صادق کی تعلیمات کے پیرو ہاں جو امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں ۔"

اسعد گیلانی صاحب جماعت اسلامی کے اہم رکن اور عہدیدار ہیں ۔ اور کتاب و سنّت پر ایمان رکھنے والوں کے ووٹوں سے ہی جماعت اسلامی کے ارکان اسعد گیلانی وغیرہ اس ملک کی اسمبلی کے ممبر بنے ہیں ۔۔۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ اسعد گیلانی صاحب کا متذکرہ بالا بیان کتاب و سنّت کے معیار پر پورا نہیں اترتا ۔ ہم بحیثیت ایک مسلمان کے اور بحیثیت ایک خادم دین کے اس کا حق رکھتے ہیں کہ ان کے اس بیان کا نوٹس لیں ۔ اور اسے کتاب و سنّت ہی کے معیار پر پرکھیں ۔ اور جس بات کو ہم حق سمجھتے ہیں اس کا برملا اظہار کر دیں ۔ تاکہ حق بات کے چھپانے کے مجرم نہ بن سکیں ۔

ایران کا انقلاب اسلامی ہے یا نہیں ، اس پر گفتگو کا حق محفوظ رکھتے ہوئے فی الحال ہم چند علمی اور اصولی باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں ۔ اسعد گیلانی صاحب کا یہ ارشاد کہ " مسلمانوں میں ۷۲ فرقے ہیں " ایک حدیث سے ماخوذ ہے ۔ جو کہ مشکوٰۃ شریف ، ترمذی شریف اور مسند امام احمد وغیرہ میں آئی ہے ۔ اور جس کی صحت پر محدثین کا

اتفاق ہے۔ لیکن اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بہتّر فرقوں کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "کُلُّهُمْ فِي النَّارِ" (یہ سب جہنمی ہوں گے) اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہتّرویں فرقے کا بھی ذکر فرمایا کہ یہ نجات پانے والا ہوگا۔ کیونکہ یہی صحیح اسلامی فرقہ ہوگا اور اس کی نشانی یہ بتائی کہ "ما انا علیہ و اصحابی" وہ فرقہ اس راستے پر چلنے والا ہوگا جس راستے پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ اسعد گیلانی صاحب نے بہتّر جہنمی فرقوں کا ذکر تو کر دیا لیکن جس فرقہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح اسلامی اور نجات پانے والا فرقہ بتایا اُس کا نام تک نہ لیا۔ شاید یہ ان کی سیاست کا تقاضا ہو۔ لیکن اسلامی سیاست حقائق علمیہ پر پردہ ڈالنے کی کبھی اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ حقائق علمیہ کو چھپانا بدترین علمی خیانت ہے۔ یا پرلے درجے کی جہالت ہے۔

پوری حدیث اس طرح ہے:-

ترجمہ:- "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنو اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹے ہوئے تھے، میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی۔ یہ سب کے سب سوائے ایک کے جہنم میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے۔ فرمایا "ما انا علیہ و اصحابی" جو لوگ اس راستے پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں"۔ (مشکوٰۃ)

حدیث کے اس مفہوم کو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب میں اس طرح بیان فرمایا ہے:-

"نجات کا طریقہ اہلسنت والجماعت کی متابعت ہے۔ اقوال میں بھی افعال میں بھی۔ اصول میں بھی فروع میں بھی اس لئے کہ یہ گروہ (ما انا علیہ واصحابی) ہی فرقہ ناجیہ ہے۔ دیگر فرقے معرض زوال اور قرب ہلاک میں ہیں آج کوئی جانے یا نہ جانے کل بروز قیامت ہر ایک جان لے گا۔ مگر اس دن جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔ (مکتوب ۶۹)

اور ایک حدیث اس طرح ہے:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا اس لئے میرے طریقہ کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑو۔" (مشکوٰۃ)

احادیث کی کتابوں میں اس قسم کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی بہت سے ارشادات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ہدایت یافتہ اور صحیح اسلامی فرقہ صرف ایک ہی ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والا فرقہ ہے۔ اور اس فرقہ سے اختلاف کرنے والے دوسرے ۷۲ فرقے وہ ہیں۔ جن کا اس فرقہ کے ساتھ اصولی اور نظریاتی اختلاف ہے۔

اسعد گیلانی صاحب نے دوسری بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ" اگر شافعی، مالکی حنبلی اور حنفی وغیرہ مسلمان

اہل تشیع ان سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ کیونکہ اہل تشیع امام جعفر صادق کی تعلیمات کے پیرو ہیں جو امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں"

اسعد گیلانی صاحب کے اس فتوی کی علمی حیثیت کیا ہے۔ یہ ایک الگ موضوع ہے۔ لیکن ان کی آگاہی کے لئے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی اختلاف کی نوعیت اجتہادی اور فروعی اختلاف کی ہے۔ یہ اختلاف ایک فطری اور ناگزیر سا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کو خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے رحمت قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا چاروں مسالک چونکہ ما انا علیہ واصحابی کی راہ پر اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر چلنے والے ہیں اس لئے یہ ایک ہی فرقہ ہیں اسی لئے اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ چاروں مسالک حق پر ہیں۔ ان میں صرف چند فروعی مسائل کا اجتہادی اختلاف ہے۔ اصول و عقائد اور نظریات میں یہ سب متفق ہیں۔ ان سب کی فقہ کا ماخذ و منبع بھی ایک ہی ہے۔ یعنی کتاب و سنت۔ ان کی کوئی بات کتاب و سنت سے باہر کی نہیں ہے اور بقول گیلانی صاحب اہل تشیع امام جعفر صادق کے پیرو ہیں جب کہ امام جعفر صادق کی خود اپنی مدونہ و مرتبہ فقہ دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام جعفر صادق کے تمام علوم کی اشاعت ان کے شاگرد امام ابو حنیفہ نے کی جن کی فقہ پر امت اسلامیہ کا جم غفیر صدیوں تک عمل پیرا رہا۔ اور پاکستان کی ستانوے فی صد آبادی بھی اسی مسلک پر ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کی فقہ کی اہم اور ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ماخذ و منبع کتاب الہی ہے۔ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے قولی یا فعلی۔

اہل تشیع کے پاس امام جعفر صادق سے منسوب جو تعلیمات ہیں وہ ان کی کتابوں اصول کافی وغیرہ میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ آیا ان تعلیمات کا منبع کتاب و سنت ہے یا یہ کتاب و سنت کی تعلیمات کے برعکس ہیں۔ اس کا فیصلہ جناب گیلانی صاحب اور دوسرے ناظرین خود کر لیں۔ یہاں اصول کافی میں سے چند عقائد لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ اصول کافی ص ۲۵۹۔ ترجمہ جناب ابو بصیر سے روایت ہے کہ میرے ایک سوال کے جواب میں امام جعفر صادق نے فرمایا۔ کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ دنیا اور آخرت سب امام کی ملکیت ہے وہ جس کو چاہیں دے دیں۔ اور عطا فرما دیں"

یہی بات امام خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں لکھی ہے۔ صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔ ترجمہ "امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے"

جب کہ کتاب و سنت سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے اور جس پر جمہور امت اسلامیہ کا عقیدہ و ایمان ہے وہ یہ ہے کہ دنیا و آخرت صرف حق تعالیٰ کی ملکیت ہے اور کائنات کے ذرے ذرے پر صرف حق تعالیٰ کا حکم و اقتدار ہے اس میں کوئی نبی و رسول بھی شریک نہیں کجا کہ کوئی امام خدا کی خدائی میں شریک ہو۔

۲۔ اصول کافی صہ ۲۶۵ پر قرآن مجید کی سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۳۷، اور اسی صفحہ پر سورۂ محمد کی آیت نمبر ۲۵ کی تشریح کرتے ہوئے امام جعفر صادق نے فرمایا :۔

" ان آیات سے مراد فلاں اور فلاں اور فلاں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) ہیں۔ یہ تینوں امیرالمومنین علیؓ کی ولایت و امامت ترک کر دینے کی وجہ سے ایمان و اسلام سے مرتد ہو گئے۔ اور قطعی کافر ہو گئے ۔ اصول کافی کی شرح الصافی میں امام جعفر صادقؒ کے اس قول کی شرح میں لکھا ہے کہ " امام گفت ایں آیت نازل شد در ابوبکر و عمر و عثمان (الصافی صہ ۹۸) اور یہی بات خمینی صاحب نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں لکھی ہے ۔صہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں :۔"شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ دل سے ایمان نہیں لائے تھے ۔صرف حکومت اور اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا "

اور صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے عمرؓ کافر و زندیق تھا (نعوذ باللہ)

نیز اسی کتاب میں لکھتے ہیں :۔ "عثمان و معاویہ و یزید ایک ہی طرح اور ایک ہی درجہ کے ظالم و مجرم تھے۔ اسی طرح اصول کافی اور خمینی صاحب کی تصانیف میں تمام صحابہ کو سوائے چار پانچ کے ۔ کافر و مرتد بتایا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ کتاب و سنت کی تعلیم کے خلاف ہے ۔

۳۔ اصول کافی صہ ۶۷۱ پر لکھا ہے ۔(ترجمہ) " ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں اور شیعہ مصنفین علامہ قزوینی وغیرہ کے قول کے مطابق موجودہ قرآن میں کل آیات چھ ہزار سے کچھ اوپر ہیں ۔اس حساب سے قرآن مجید دو تہائی حصہ غائب کر دیا گیا ہے ۔ اور خود یہی بات اصول کافی کے شارح قزوینی نے صافی شرح اصول کافی میں لکھا ہے کہ :۔

" امام جعفر صادق کے ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ جبرئیل کے لائے ہوئے اصل قرآن میں سے بہت سا حصہ ساقط اور غائب کر دیا گیا ہے اور وہ قرآن کے موجودہ مشہور نسخوں میں نہیں ہے ۔ واضح رہے کہ اصول کافی میں ایک ہزار سے زیادہ روایات تحریف قرآن کے متعلق موجود ہیں ۔

کیا امام جعفر صادق سے منسوب کردہ مندرجہ بالا تعلیمات قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہیں ؛ اس کا فیصلہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جس کی کتاب و سنت سے کچھ بھی واقفیت ہے ۔ اور کیا قرآن کو محرف ماننے ، کتاب و سنت کی ناقل جماعت یعنی صحابہ کرام کو کافر و مرتد ماننے اور ائمہ کو خدا کا شریک ماننے کے باوجود اہلِ تشیع کو اسلام ہی کا ایک فرقہ سمجھا جا سکتا ہے یا کچھ اور ہے کیا اہلِ تشیع کے یہ عقائد اسلام کے اصول و عقائد سے بنیادی طور پر مختلف نہیں ہیں ۔

بیان کے آخر میں محترم اسعد گیلانی صاحب نے ایک اہم انکشاف بھی کیا ہے کہ اسلامی انقلاب ایران کے خلاف بہت سی کتابیں چھپی ہیں اور یہ کتابیں قلیل مدت میں خریدی بھی جاتی ہیں۔ ”اگر ہمیں بحیثیت مسلمان یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ان کتابوں کے لکھنے اور چھاپنے والے کون لوگ ہیں۔ یہ یا تو صیہونی بلاک سے وابستہ افراد کا کام ہے یا پھر ان کے کارندوں کا۔“

گیلانی صاحب کو یہ تو معلوم ہے کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے قائد اور ان کے معاونین سب شیعہ ہیں اور اپنے مذہب کے اظہار میں انہوں نے کسی ”تقیہ“ سے کام نہیں لیا۔ ان کی کتابیں اور رسائل ہر جگہ دستیاب ہیں۔ اور اسلام کی تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ شیعہ مذہب کے رد میں امت اسلامیہ کے اکابرین نے قرون اولیٰ سے اب تک ہزاروں کتابیں لکھی ہیں اور بحیثیت مسلمان کے ہمارا اور گیلانی صاحب کا فرض ہے کہ ان کتابوں کو دیکھیں اور اپنا اسلام اور ایمان صحیح کریں۔ اور یہ بھی معلوم کریں کہ کیا یہ سب اکابر امریکی یا صیہونی بلاک سے تعلق رکھتے تھے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے بلاک سے تعلق رکھنے والے تھے۔ چند اکابرین اور ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین۔ شیخ ابن تیمیہؒ کی کتاب منہاج السنۃ۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے مکتوبات اور رسالہ رد روافض۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب ”ازالۃ الخفا“ اور ”قرۃ العینین“ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ اور نواب محسن الملک سید مہدی علی کی کتاب ”آیات بینات“ وغیرہ۔

آخر میں گیلانی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ جب اہل تشیع (جو بقول گیلانی صاحب حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی سے بڑھ کر مسلمان ہیں) صحابہ کرام کو کافر بتاتے ہیں تو صحابہ کرامؓ سے منقول کتاب و سنت تو مشکوک ہو گئے۔ جب صورت حال یہ ہے تو جماعت اسلامی، پاکستان میں کونسا اسلام نافذ کرنا چاہتی ہے اور اس کے ماخذ و منابع کیا ہیں؟

<u>باچا خان اور مُلّا</u> | فروری ۱۹۸۶ء کے الحق میں ”افکار و تاثرات“ کے تحت ”باچا خان اور مُلّا“ کے عنوان سے ابوعمار قریشی کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ راقم کے خیال میں اس مراسلے کا عنوان ”سرحدی گاندھی اور مُلّا“ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ سرحدی گاندھی کو ”باچا خان“ لکھنا پختون قوم کی توہین کے مترادف بات ہے کیونکہ پختون اور سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر ”گاندھی“ نہیں ہو سکتے۔ سرحدی گاندھی اور خان غازی کابلی دونوں غالی قسم کے ہندو کانگریسی ہیں۔ مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ خان غازی کابلی مسلمان بھی ہیں اور پختون کریکٹر اور روایات کے حامل بھی ہیں۔ مگر سرحدی گاندھی سرتاپا سرحدی گاندھی ہیں۔ پختون عربوں کی طرح بے حد مہمان نواز ہیں۔ لیکن سرحدی گاندھی اس کے بالکل برعکس نہایت کنجوس اور بخیل قسم کے ہیں۔